

اہنامہ

طلوعِ مہر

اسلام آباد

پاکستان

برستی: پیر سید نصیر الدین نصیر (گولڑہ شریف)



شوال المکرم -- ذیلقعد 1419ھ

فروری 1999ء

جلد : 1 شمارہ : 8



اِس شمارے میں

اِس کے علاوہ

شرح خریداری

فی شمارہ	25 روپے
سالانہ	300 روپے
امریکہ	2 ڈالر
برطانیہ	1 پونڈ

بیرون ملک دفاتر

Qari Fazal Rasool
Ocean Pharmacy Services, Inc.
D/B/A Community Chemists, 418 Avenue P, Brooklyn, N.Y. 11223, USA
Phone : 718-339-8118
Fax : 718-339-6385

Doctor Syed Imtiaz Hussain Shah
13-Victoria Avenue
Small Heath, Burmingham B 10 OJZ (UK)
Phone 0121-684-8101 Mobile : 0797-0800592
Fax : 0121-688-0375

رابطہ آفس

19 سلیم پلازہ بلیو ایریا اسلام آباد
پوسٹ بکس 3046
فون 827798-827795
فیکس 274925
فون گولڑہ شریف 0351-7571000
فیکس 051-292811

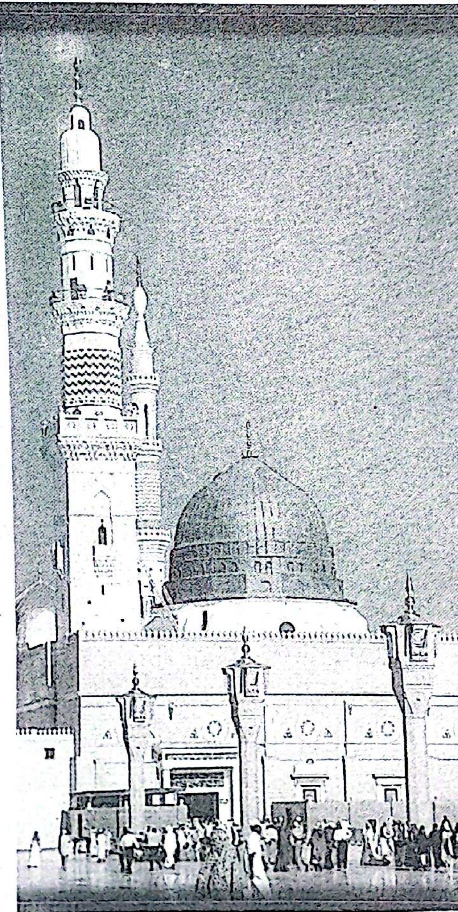
چیف ایڈیٹر و پبلشر پیر سید نصیر الدین نصیر نے پرنٹ سٹائل بلیو ایریا اسلام آباد سے طبع کروا کر ۱۹ سلیم پلازہ بلیو ایریا اسلام آباد سے شائع کیا۔ (اہتمام طباعت و اشاعت : BRAINTECH MEDIA SERVICES ISLAMABAD)

سفرنامہ حجاز مقدس

دیارِ حبیبؐ میں چند شب و روز

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حاضری کی ایک روح پرور اور ایمان افروز آپ بیتی

الحمدللہ اس سفر مقدس کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں اور آج بروز جمعرات اسلام آباد سے جدہ کے لئے روانگی ہے۔ اس دفعہ خلاف معمول گھر سے ہی احرام باندھنے کا پروگرام ہے۔ کیونکہ نہ تو ایئرپورٹ پر اور نہ ہی جہاز میں اتنی وسیع جگہ ہوتی ہے کہ آدمی آرام سے احرام باندھ سکے۔ گھر میں ہی احرام باندھ کر دو نفل ادا کئے تلبیہ پڑھتے ہوئے سب احباب کے ہمراہ اجتماعی دعا کے بعد ایئرپورٹ روانہ ہوئے۔ ضروری کاغذی کارروائی کے بعد ڈیپارچر لاؤنج میں پہنچ گئے۔ عصر کی نماز ادا کی اور اتنی دیر میں بورڈنگ شروع ہوگئی۔ اور جہاز ٹھیک 6 بجے 10 ہزار میٹر کی بلندی پر پرواز کرتے ہوئے اپنی منزل مقصود جدہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ٹھنڈے مشروبات سے تواضع کی گئی اور پھر کچھ وقفہ کے بعد رات کا کھانا پیش کیا گیا۔ جس کے بعد کچھ مسافر سو گئے کچھ پڑھتے رہے اور کچھ TV دیکھتے رہے۔ تقریباً" 8:45 سعودی وقت کے مطابق اعلان ہوا۔ کہ کچھ دیر بعد جہاز احرام زون سے گزرے گا۔ اور جو حضرات عمرہ کے لئے جا رہے ہیں وہ احرام باندھ لیں۔ تقریباً" 9 بجے جہاز احرام زون سے گزرا اور عمرہ پر جانے والے حضرات کی زبانوں پر تلبیہ جاری ہوگیا۔ کچھ ہی دیر میں جہاز نے لینڈنگ کی تیاری شروع کر دی۔ اور اب نیچے جدہ شہر کا منظر دیدنی تھا۔ نیچے ستاروں کی طرح ایک عجیب و غریب سج بچی ہوئی تھی۔ ہر طرف روشنی ہی روشنی تھی۔ واقعی جدہ شہر روشنیوں کا شہر کہلانے کا مستحق ہے۔



چند منٹوں میں لینڈنگ ہو گئی اور جہاز اپنی مخصوص جگہ پر آ کر رک گیا۔

جدہ انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر حج سیزن کے علاوہ بھی ہر وقت بہت زیادہ ایئر ٹریفک رہتی ہے۔ حج ٹرمینل بھی بہت بڑا ہے جو صرف حج سیزن میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک ٹرمینل صرف سعودیہ کی پروازوں کے لئے ہے اور ایک ٹرمینل غیر ملکی ایئر لائنز کے لئے اگرچہ یہ تینوں ٹرمینل اندر سے ایک ہی جگہ واقع ہیں۔ لیکن باہر سے ان سب کے راستے بالکل الگ اور دور دور ہیں۔

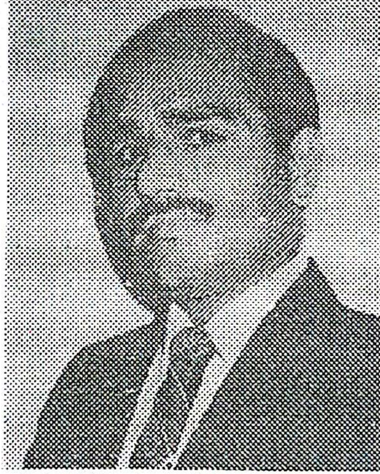
ہم ٹرمینل بلڈنگ سے ہوتے ہوئے امیگریشن لاؤنج میں داخل ہوئے تو لاؤنج خلق خدا سے بھرا ہوا تھا۔ کیونکہ کافی پروازیں اکٹھی اتری تھیں اور دوسرا امیگریشن سٹاف کو جانچ پڑتال کے لئے بھی کافی وقت درکار ہوتا ہے تقریباً" 2 گھنٹے انتظار کے بعد ہمارا نمبر بھی آگیا۔ اور میں نے خود آگے بڑھ کر تمام ممبران کی ضروری معلومات انکو فراہم کیں اور سب پاسپورٹوں پر دخول کی مہریں لگوانے کے بعد کسٹم لاؤنج کی طرف روانہ ہوئے۔ سامان تو کافی پہلے پہنچ چکا تھا۔ لیکن کسٹم کلیرنس کے لئے خاص لمبی لائنیں لگی ہوئی تھیں اور خاص کر ہم پاکستانیوں کی تو بڑی آرام تسلی سے چیکنگ ہوتی ہے۔ ایک ایک چیز کو چیک کیا جاتا ہے۔ اور بعض اوقات تو سوٹ کیس اور بریف کیسوں کو کاٹ بھی دیا جاتا ہے۔ کاش ہم بھی ایک عزت دار قوم کی طرح عزت کی نگاہ سے دیکھے جائیں۔ کسٹم کلیرنس کی لائن اتنی لمبی اور اتنی سست رفتار تھی کہ ہم ریڑھیاں لائن میں کھڑی کر کے ایک سائیڈ پر بیٹھ گئے۔ نہ جانے کس طرح ایک کسٹم آفیسر کو ان مسکین پاکستانیوں پر رحم آگیا اور اس نے اونچی آواز میں کہا کہ فیملی والے ایک الگ لائن بنا لیں۔ چنانچہ میں تیزی سے اپنی فیملی کو لے کر کاؤنٹر پر جا کھڑا ہوا۔ اور اپنی باری

آنے پر اس کسٹم آفیسر کو بڑے احترام سے سلام پیش کیا اور سامان دیکھنے کو کہا' پتہ نہیں کہ اسکے دل میں کیا خیال آیا۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی خاص کرم نوازی ہوئی کہ اس نے ایک سوٹ کیس کو بھی نہ کھلوایا میں نے اسکی اس مہربانی پر تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ اور سامان لے کر باہر آگئے۔ اب ٹیکسی سٹینڈ آکر ایک بڑی گاڑی کرایہ پر لی اور اس میں سوار ہو کر تلبیہ پڑھتے ہوئے مکہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ تھوڑی ہی دیر میں ہم مکہ شریف کے قریب پہنچ گئے۔ اور نگاہیں حرم شریف کے میناروں کو تلاش کرنے لگیں کیونکہ یہ مینار دور سے ہی نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ چند ہی لمحوں میں یہ مینار ہماری آنکھوں کے سامنے تھے۔ اب جو کچھ یاد آیا پڑھنا شروع کر دیا۔ گاڑی آہستہ آہستہ حرم شریف کی طرف چلتی رہی اور کچھ ہی دیر میں ہم باب عمرہ کے قریب اتر گئے۔ اور محلّہ الشامیہ میں ایک فلیٹ کرایہ پر حاصل کر لیا۔ سامان وغیرہ رکھا اور باب عمرہ سے حرم شریف میں داخل ہوئے۔ حرم شریف کے بے شمار دروازے ہیں آپ کسی بھی دروازے سے داخل ہو سکتے ہیں لیکن افضل یہ ہے کہ اگر آپ عمرہ کی نیت سے جا رہے ہیں تو پھر باب عمرہ سے داخل ہوں۔ اتنی رات گزرنے کے باوجود بھی حرم شریف میں کافی رش تھا۔ حرم شریف کی طرف بڑھتے گئے کہ ابھی بیت اللہ شریف اور اسکا غلاف نظر آئے گا۔ لیکن بیت اللہ شریف کے اندر کچھ تعمیراتی کام ہو رہا تھا۔ جسکی وجہ سے خانہ کعبہ کی دیواریں لکڑی کی شیٹوں سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ یہ ستمبر 1996ء کی بات ہے۔ شیٹوں پر سفید رنگ کیا ہوا تھا۔ صرف حجر اسود والی جگہ نظر آ رہی تھی۔ اس مقام پر پہنچ کر طواف کی نیت کی اور پھر طواف شروع کر دیا۔ طواف مکمل کرنے کے بعد ملتزم کی سیدھ میں آکر دعا کی۔ یہ وہ عظیم مقام ہے۔ کہ جہاں پر مانگی ہوئی دعائیں ہمیشہ مستجاب ہوتی ہیں۔ سب دوست/احباب' عزیز و اقارب اور اپنے ملک کی سلامتی کے لئے دعائیں کیں۔ اور پھر مقام ابراہیم کے پیچھے 2 رکعت واجب الطواف ادا کئے۔ آب زم زم پینے

مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے مینار دور سے ہی نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں

کے بعد باب الصفا کی طرف روانہ ہوئے' دعا کے بعد سعی شروع کی اور سعی کے اختتام پر بال ترشوائے اور پھر قبولیت عمرہ کی دعا کی۔ سب کو مبارکباد دینے کے بعد ہوٹل روانہ ہوئے تاکہ تھوڑا سا ریسٹ کرنے کے بعد تہجد کے لئے حرم شریف پہنچے۔

آج جمعۃ المبارک ہے صبح کے ضروری کاموں سے فراغت کے بعد 11 بجے حرم شریف پہنچ گئے۔ حرم



تحریر=افتخار احمد حافظ

شریف پہلے ہی نمازیوں سے بھر چکا تھا۔ اس لئے باہر ہی برآمدوں میں جگہ ملی۔ نماز جمعہ کی ادائیگی اور باقی نمازوں کی بھی ادائیگی کے بعد رات کو یہ پروگرام طے ہوا۔ کہ کل صبح انشاء اللہ نماز فجر کے بعد جبل نور (غار حرا) کی زیارت کو چلیں گے۔ یہ وہ عظیم مقام ہے کہ جہاں پر نبی اکرم ﷺ نبوت سے پہلے قیام کیا کرتے اور کئی کئی دن مسلسل یہاں گزار کر اپنے رب کی عبادت کرتے۔ غار حرا مکہ مکرمہ کے اہم اور متبرک مقامات مقدسہ میں سے ہے۔ یہ ہی وہ مقام ہے جو صدیوں سے اپنی اصلی حالت میں چلا آ رہا ہے اور جس میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کوئی بھی تبدیلی نہ ہوئی۔

نماز تہجد اور نماز فجر سے فراغت کے بعد ہوٹل میں آکر ناشتہ کیا۔ ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر جبل نور کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ ہی وہ مقدس غار ہے جہاں پر پہلی وحی نازل ہوئی اور جس کی کرنیں عرب و عجم میں پھیل گئیں۔ اس موقع کی مناسبت سے حالیؔ فرماتے ہیں۔

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں

گاڑی سے اترنے کے بعد پہاڑ کی جانب چڑھنا شروع کر دیا۔ اور ذہن میں بار بار خیال آتا۔ کہ کس طرح آج سے 14 صدیاں قبل آنحضرت ﷺ اس پہاڑ کی چوٹی پر تشریف لاتے اور کئی کئی دن مسلسل آپ ﷺ یاد الٰہی میں مشغول رہتے۔ جبکہ آج بھی اس پہاڑ پر چڑھنا خاصا مشکل کام ہے۔ گو کہ اب کچھ نہ کچھ راستوں کے نشانات بھی بن گئے ہیں۔ مجھ گنہگار کو اس عظیم پہاڑ پر چڑھنے اور غار حرا کی زیارت کا تیسری مرتبہ شرف حاصل ہو رہا تھا۔ لیڈیز اور بچے ساتھ تھے۔ اس لئے کافی وقت لگ گیا۔ کیونکہ راستہ میں وقفہ وقفہ سے بیٹھتے رہے۔ غار میں پہنچ کر نوافل وغیرہ ادا کئے اور سب عزیز و اقارب اور دوست احباب کے لئے دعائیں کیں۔ اوپر ایک چھوٹا سا عارضی ہوٹل بھی ہے جہاں پر چائے پانی دستیاب رہتا ہے۔ کچھ دیر ٹھہرے اور واپس حرم شریف روانہ ہوئے۔ بقیہ نمازیں حرم شریف میں ادا کیں اور رات کو یہ پروگرام طے ہوا کہ کل صبح انشاء اللہ نماز فجر کے بعد مکہ مکرمہ کی زیارات مقدسہ کا شرف حاصل کریں گے۔ نماز تہجد اور نماز فجر سے فراغت کے بعد ہوٹل آکر ناشتہ کیا۔ اور ایک کوسٹر کا انتظام کر کے مکہ مکرمہ کی اہم زیارات کے لئے روانہ ہوئے اور انکی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی جائے ولادت

آنحضرت ﷺ کی جائے ولادت کئی تبدیلیوں کے بعد اس وقت ایک لائبریری کی صورت میں محفوظ ہے۔ اور اکثر اوقات بند ہی رہتی ہے۔ باہر سے ہی زیارت کی اور غار ثور کی طرف چل پڑے (نبی اکرم ﷺ کی جائے ولادت پر ایک تحقیقی اور تفصیلی تذکرہ

انشاء اللہ آئندہ کے کسی شمارہ میں کریں گے)۔

غار ثور

یہ غار مقدس بھی پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہ وہ عظیم مقام ہے۔ کہ جہاں پر ہجرت کے وقت نبی اکرم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبرؓ ٹھہرے تھے یہ پہاڑ بہت بلندی پر واقع ہے۔ اس پہاڑ کی اس کے قدموں سے ہی زیارت کی۔ کیونکہ بچوں وغیرہ کے ساتھ اوپر چڑھنا تو بالکل ناممکن ہے۔ اس غار کو غار یار سے بھی پکارتے ہیں۔ اسکی زیارت کے بعد میدان عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔

نمرہ مسجد اور عرفات کا میدان

مسجد نمرہ کا کچھ حصہ عرفات میں شامل ہے اور کچھ حصہ باہر۔ لہٰذا حجاج کو ایام حج میں اس کا خیال رکھنا چاہئے کیونکہ جو شخص بھی عرفات کے میدان سے باہر ہوگا۔ وہ حجاج میں شامل نہیں ہوگا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ "الحج" عرفہ یعنی عرفات میں ٹھہرنے کا نام ہی حج ہے لہٰذا حج کے موقع پر ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا دھیان رکھنا چاہئے مسجد نمرہ کافی وسیع اور عریض ہے اسکی زیارت کی اور پھر عرفات کا میدان دیکھا۔ الحمد للہ اب تو ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے۔

جبل رحمت

یہ ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے۔ ایک روایت کے مطابق اسی مقام پر سیدنا آدم علیہ السلام اور حضرت حواؑ کی ملاقات ہوئی اور دونوں نے ایک دوسرے کو پہچانا۔ ایک اور روایت کے مطابق اسی مقام کے قریب نبی اکرم ﷺ نے حجتہ الوداع کے موقع پر اپنا عظیم خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔

ان زیارات سے فارغ ہوئے تو واپسی پر درج ذیل مقامات کی زیارت کا شرف حاصل کرتے ہوئے واپس حرم شریف پہنچ گئے۔

مزدلفہ

وادی محسر:۔ اس مقام پر ابرہہ کے لشکر

> **آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جائے ولادت کئی تبدیلیوں کے بعد اس وقت ایک لائبریری کی صورت میں محفوظ ہے**

پر عذاب خدائی نازل ہوا تھا۔

جمرات:۔ تین شیطانوں کے مقامات

مشعر الحرام

مسجد الخیف

مسجد جن

جنت المعلٰی:۔ مکہ مکرمہ کا قبرستان

جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ کہ بیت اللہ شرف کے اندر تعمیراتی کام ہو رہا ہے۔ اور سارا بیت اللہ شریف لکڑی کی شیشوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ لیکن دیکھنے میں آیا کہ منتظمین اور تعمیراتی سٹاف کے علاوہ بھی کوئی نہ کوئی آدمی کسی طریقے سے اندر چلا جاتا ہے اور خانہ کعبہ کے اندر سے بھی ہو کر آجاتا ہے۔ چنانچہ ہمارے دل میں بھی یہ خواہش ہوئی کہ گو ہم اس مقام پر جانے کے قابل تو نہیں لیکن رحمت باری اپنے جوبن پر ہو اور اس ذات بابرکات کی

> **مدینہ منورہ کی ہر چیز مقدس اور بابرکت ہے**

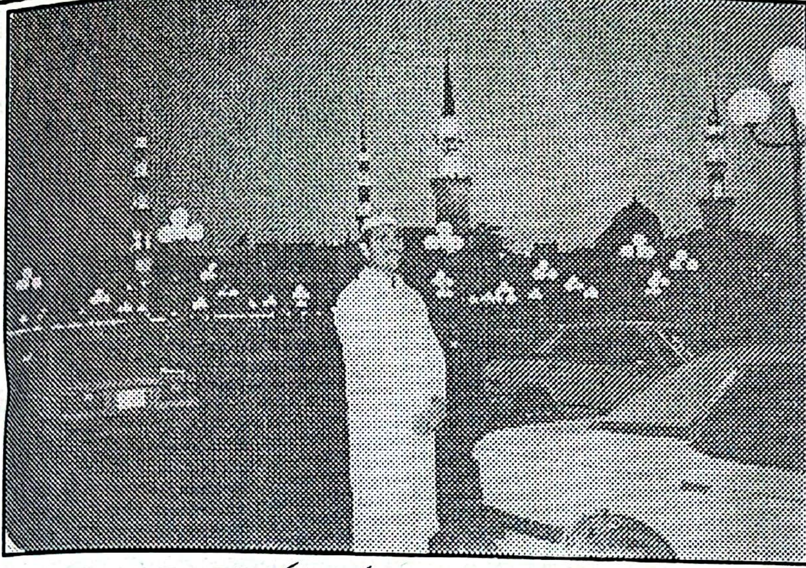
منظوری ہو جائے تو وہ خود انسان کو اس مقام پر لا کھڑا کرتی ہے جسکی انسان توقع بھی نہیں کر سکتا۔ اور ہم گنہگاروں کے ساتھ ہوا بھی اسی طرح کہ جسکی ہم توقع کیا' خیال بھی نہیں کر سکتے تھے۔

حرم شریف میں بیٹھ کر صدق دل سے اندر حاضری کی دعائیں کیں۔ اور ظاہری طور پر دنیاوی اسباب بھی آزمانے شروع کر دیئے۔ اور ہر چھوٹے بڑے آدمی سے درخواست کی کہ کس طرح سے خانہ کعبہ کے اندر جانے کا کوئی انتظام ہو جائے نماز مغرب کے بعد طواف کے ہر چکر میں اس مخصوص مقام پر آکر کھڑا ہو جاتا۔ جہاں سے راستہ اندر جاتا تھا کہ شاید اب کوئی غیبی انتظام ہو جائے اور ہم اندر چلے جائیں اور پھر اس ذات بابرکات کی کرپی دیکھئے کہ ہوا بھی ایسے کہ جس کا میں گمان بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کہ اچانک مجھے اسی گیٹ پر تعمیراتی کمپنی کے منیجر نظر آئے۔ جو اپنے مہمانوں کے انتظار میں کھڑے تھے۔ میں نے دور سے انہیں سلام کیا تو وہ میرے قریب آگئے مین نے اپنا سابقہ تعارف کروایا تو انہوں نے مجھے پہچان لیا۔ میں جس زمانہ میں سعودی عرب میں کام کرتا تھا تو یہ صاحب ہمارے آفس میں آتے رہتے تھے اور میرے انچارج کی وجہ سے میری بھی ان سے کچھ شناسائی سی ہو گئی تھی۔ نہایت ہی شریف اور با اخلاق آدمی ہیں پچھلے سال بھی جب عمرہ کے لئے آیا تھا۔ تو مدینہ شریف میں آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔ بہرحال میں نے ان سے درخواست کی کہ حضور میں بھی یہ شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ تو فرمانے لگے ٹھیک ہے نماز عشاء کے بعد اسی مقام پر آجانا میں تم کو اندر بلوا لوں گا اور اپنے سیکرٹری کو بلا کر میرے بارے میں بتا دیا۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ یہ خود ہروقت خانہ کعبہ کے اندر ہی رہتے ہیں اور اندر کا جتنا تعمیراتی کام ہو رہا ہے خود اسکی نگرانی کر رہے ہیں۔ بقول کسی شاعر

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

تھوڑی ہی دیر میں عشاء کی اذان ہو گئی۔ اور پتہ نہیں کہ کس طرح میں نے نماز ادا کی ایک عجیب و غریب سی خوشی کہ اس گنہگار کو کیسے یہ عظیم موقع مل رہا ہے۔ نماز ختم ہوتے ہی فورا" میں مقررہ مقام پر آکر کھڑا ہو گیا۔ ٹھیک آٹھ بجے اندر سے شیخ صاحب کے سیکرٹری باہر آئے میں نے دور سے ہی انہیں اشارہ کیا کہ میں بھی موجود ہوں مجھ سے آگے اور مہمان بھی کھڑے تھے چنانچہ وہ ہم سب کو لے کر بیت اللہ شریف کی طرف روانہ ہوئے میں بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہونے کے لئے جا رہا تھا اور ایک عجیب و غریب کیفیت تھی جسکا ذکر الفاظ میں بیان ہونا مشکل ہے جو کچھ یاد رہا وہ ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ کی صورت میں آپکو پیش کر رہا ہوں بیت اللہ شریف سے غلاف اترا ہوا تھا۔ اور بلاکوں کے درمیان کی

جگہ کو فل کیا جا رہا تھا۔ اور خانہ کعبہ کو باہر سے اس صورت میں پہلی دفعہ دیکھا اسکے بعد خانہ کعبہ کے دروازے کی طرف چلا تاکہ اندر داخل ہو سکوں۔ اندر جانے کے لئے ایک عارضی رمپ بنا ہوا تھا رمپ سے گزر کر جیسے ہی خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوا تو عجیب و غریب کیفیت طاری ہو گئی اور پھر اس کے بعد کچھ یاد نہ رہا۔ جو کچھ سمجھ آیا پڑھنا شروع کر دیا۔ آنکھوں سے تیزی سے آنسو رواں تھے اور اتنی عظیم سعادت حاصل ہونے پر اس رب قدیر کا شکر ادا کر رہا تھا کہ آج میں اس مقام پر کھڑا ہوں جس کی طرف تمام مسلمانان عالم منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اب میں یہاں کس طرف منہ کر کے نماز پڑھوں چاروں دیواروں کی طرف نوافل ادا کئے دیواروں کے ساتھ منہ رگڑا اور چومتا رہا۔ اور ہر ایک کے لئے گڑگڑا کر دعائیں کیں۔ کافی دیر اندر رہا لیکن کسی سیکورٹی والے نے مجھے کچھ نہ کہا کیونکہ آج تو خدا کے گھر کے اندر کا مہمان تھا۔ کچھ دیر بعد جب دل کو سکون ہوا تو اٹھا۔ شیخ صاحب بھی اندر کام کی نگرانی کر رہے تھے ان کے پاس گیا۔ انکی اس کرم فرمائی پر تہہ دل سے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور وہ خانہ کعبہ کے اندر کھڑے مجھ سے پیار و محبت سے سوال کرتے رہے کہ میں اب کہاں ہوتا ہوں اور کیا کرتا ہوں۔ میں بھی انکو ادب سے جواب دیتا رہا۔ اور پھر موقع غنیمت جان کر ان سے عرض کی کہ میری ایک اور بھی درخواست ہے اور وہ یہ کہ ہم دو بھائی پاکستان سے آئے ہیں میں نے تو یہ سعادت آپکی بدولت حاصل کر لی۔ لیکن وہ اس عظیم نعمت سے محروم رہا۔ اور اگر ممکن ہو تو ان کے لئے بھی انتظام کروا دیں تو مسکرا کر کہنے لگے کہ صرف ایک اور آخری میں نے کہا ٹھیک ہے تو انہوں نے پھر اپنے سیکرٹری کو بلا کر کہا کہ کل ان کا ایک آدمی اندر لانا ہے۔ اور سیکرٹری نے مجھے دوسرے دن صبح 8 بجے کا ٹائم دے دیا۔ اور یوں میں شیخ صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے خانہ کعبہ کے دروازہ سے باہر آگیا۔ اور یقین نہیں آرہا تھا کہ میں اتنی بڑی نعمت سے سرفراز ہو گیا ہوں جب دوسرے دروازے سے باہر آیا تو باہر لوگوں کا ایک جم



مدینہ منورہ میں شام کا منظر مصنف بھی سامنے کھڑا ہوا ہے

غفیر اندر سے آنے والوں کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

حرم شریف سے باہر آکر ہوٹل کی طرف روانہ ہوا کیونکہ وہاں سب فیملی والے میرے منتظر تھے سب کو ملا اور رات گئے اسی مبارک موضوع پر آپس میں گفتگو ہوتی رہی۔ جدہ میں اپنے ایک عزیز جناب حاجی محمد انور صاحب عرصہ سے مقیم ہیں۔ آج رات کا کھانا انکی طرف سے تھا۔ سب حضرات نے مل کر کھانا کھایا۔ اور حاجی صاحب کہنے لگے کہ میں نے بھی آپ دونوں بھائیوں کے لئے خانہ کعبہ کے اندر جانے کے لئے ایک انجینئر سے بات کی ہے۔ جو اندر ہی کام کروا رہے ہیں کل صبح آپ 7 بجے گیٹ پر چلے جائیں اور کسی طرح اندر پیغام بھجوا دیں وہ انشاء اللہ ضرور آپکو بلوا لیں گے۔ کرم اور پھر کرم دریائے رحمت جوش پر تھا۔ اور اپنے خزانے لٹانے کے لئے مائل بہ کرم تھا۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

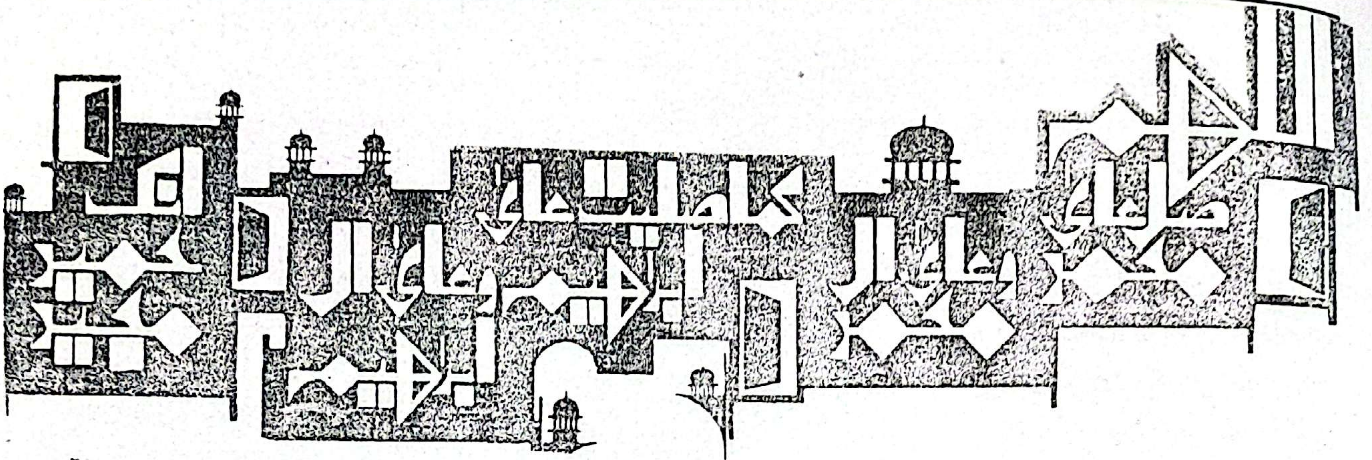
لیکن آج کرم بھی تھا اور سائل بھی تھے۔ اس لئے درمیان میں کوئی چیز مائل نہ رہی۔ پتہ نہیں کہ کس طرح رات گزری اور صبح نماز تہجد اور نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حرم شریف کے دروازے پر آکر کھڑے ہو گئے اور ایک نورمین جو کسی کام سے باہر آئے ہوئے تھے انکو اندر پیغام بھیجا کہ آپ اندر انجینئر صاحب کو اطلاع دے دیں کہ ہم دو آدمی باہر کھڑے ہیں۔ کچھ ہی دیر میں ہم دونوں بھائی خانہ کعبہ کے اندر تھے۔ میں اپنی خانہ کعبہ میں دوبارہ حاضری پر شکر ادا کر رہا تھا۔ حجر اسود کے ساتھ والی دیوار کے سامنے نوافل ادا کئے دیوار کو چوما اور ٹوپی اور تسبیح کو دیوار کے ساتھ رگڑا اور یوں کچھ دیر اندر حاضری کے بعد باہر آگئے۔ اور جن کپڑوں میں اندر گئے تھے ان سب کو بطور تبرک سنبھال کر رکھ دیا۔ اس حاضری کا

مسجد قبا کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس میں دو رکعت پڑھنا ایک عمرہ کے ثواب کے برابر ہے

جب کبھی بھی خیال ذہن میں آتا ہے۔ تو اک عجب سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور دل و دماغ کو سکون سا محسوس ہونے لگتا ہے۔

حرم شریف میں بیٹھ کر جو دعائیں کیں انکی فوری قبولیت پر رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور کچھ دن مزید ٹھہرنے کے بعد دیار حبیب ﷺ کی جانب روانگی کی تیاری شروع کر دی۔

نسیما جانب بطحاء گزر کن
زاحوالم محمدؐ راخبر کن



آج جمعۃ المبارک ہے۔ فجر کی جماعت جناب عبدالرحمٰن السدیس امام و خطیب مسجد الحرام نے کرائی۔ اور نماز میں سورۃ الکہف کی آخری آیات تلاوت فرمائیں ماشاء اللہ انکی گرجدار آواز صبح کا سہانا منظر اور خاموشی ایک عجیب و غریب منظر پیش کر رہی تھی۔ جمعۃ المبارک کی مناسبت سے عرض کرتا چلوں کہ جمعہ والے دن سورۃ الکہف کا پڑھنا بہت درجہ اور ثواب رکھتا ہے۔ کوشش کرنی چاہئے کہ جمعہ والے دن سورۃ الکہف ضرور پڑھیں۔

آج چونکہ نماز جمعہ کے بعد مدینہ شریف کے لئے روانگی ہے۔ اس لئے یہ طے پایا کہ نماز جمعہ سے قبل ہی طواف الوداع کرلیا جائے۔ کیونکہ اب مکہ شریف واپسی نہیں ہونی کیونکہ مدینہ شریف سے ہی بذریعہ جہاز دمشق روانہ ہونا ہے۔ چنانچہ قبل از وقت تیار ہو کر حرم شریف میں پہنچ گئے۔ طواف الوداع کیا اور رو رو کر سب کے لئے دعائیں کیں۔ اتنی دیر میں جمعۃ المبارک کا خطبہ شروع ہوگیا۔ امام صاحب نے اپنے خطبے میں وضو اور طہارت کے مسائل پر تفصیلی روشنی ڈالی اور اس ضمن میں انہوں نے سورۃ المائدۃ کی چند آیات کی تفسیر بھی بیان فرمائی۔

نماز جمعہ کے بعد ہوٹل آئے سامان وغیرہ تیار پڑا ہوا تھا۔ دو گاڑیوں میں رکھ کر بیت اللہ شریف کے میناروں کا آخری دیدار کرتے ہوئے جدہ ایئرپورٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ سامان بک کروایا اور ڈیپارچر لاؤنج میں پہنچ گئے۔ جہاز مقررہ وقت پر روانہ ہو کر مدینہ شریف پہنچ گیا۔ مدینہ شریف کے ایئرپورٹ سے دو ٹیکسیوں میں بیٹھ کر باب النساء کے قریب اتر گئے اور قریب ہی ایک ہوٹل میں دو کمرے کرایہ پر لے لئے۔ سامان وغیرہ رکھنے کے بعد وضو کر کے حرم شریف میں پہنچ گئے آگے نماز عشاء تیار تھی اور اس میں شامل ہو گئے۔

مدینہ منورہ

اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے مدینہ منورہ کی مٹی میں بھی کوڑھ جیسی بیماری کے لئے شفا رکھ دی ہے

جگہ مدینہ منورہ کی سرزمین ہے۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو مدینہ منورہ میں مقیم فرمایا۔ اور اس شہر کی ہر چیز متبرک اور مقدس ہے اور ایک حدیث مبارکہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کی مٹی میں بھی کوڑھ جیسی بیماری کے لئے شفا رکھ دی ہے بلکہ یوں کہئے کہ حضور ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد مدینہ منورہ کی ہر چیز مقدس اور بابرکت ہو گئی۔ مدینہ منورہ کے متبرک اور تاریخی مقامات مقدسہ ایک نہایت تفصیلی تذکرہ ہے۔ جو انشاء اللہ پھر آئندہ کسی شمارے میں برکت اور روحانیت حاصل کرنے کے لئے کریں گے کیونکہ یہ مضمون بھی لمبا ہو گیا ہے۔ اب صرف مدینہ شریف میں حاضری اور مختصر تذکرہ کریں گے اور تفصیلی تذکرہ انشاء اللہ آئندہ۔

عشاء کی نماز سے فراغت کے بعد نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عاجزانہ سلام پیش کیا۔ آنسوؤں کا نذرانہ پیش کیا اور خاموشی کے ساتھ کچھ دیر آپؐ کے سامنے کھڑے رہنے کے بعد واپس ہوٹل آ گئے۔ اور پروگرام طے کیا کہ کل فجر کی نماز کے بعد مسجد قبا کی زیارت کو چلیں گے۔

قارئین اللہ تبارک و تعالیٰ آپکو بھی یہ شرف نصیب فرماوے کہ آپ بھی مدینہ شریف حاضری دیں۔ تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری کے بعد سب سے پہلا کام ہی مسجد قبا کی زیارت ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ آخری عمر مبارک تک اس مسجد کی زیارت کو کبھی پیدل اور کبھی سواری پر آیا کرتے تھے۔ اور اس میں دو رکعت ادا کرنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔

فجر کی نماز کے بعد مسجد قبا روانہ ہوئے نوافل ادا کئے۔ اور پھر باقی زیارات کا بھی شرف حاصل کیا۔ جن میں احد کا پہاڑ' مزار مبارک سید الشہداء سیدنا امیر حمزہؓ' خمسہ مساجد' مسجد قبلتین حضرت عثمان غنیؓ کا کنواں' مسجد جمعہ' مسجد غمامہ اور جنت البقیع شامل ہیں۔

در حبیب ﷺ پر آٹھ دن قیام کیا۔ اور اس دوران جو کچھ ممکن ہو سکا حضور ﷺ کی خدمت میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا۔ مقامات مقدسہ کی زیارات کا شرف نصیب ہوا۔

آج جمعۃ المبارک ہے امام صاحب نے خطبہ

جمعہ میں سورج اور چاند گرہن' اللہ تعالیٰ کی نشانیوں' اور آیات قرآنیہ پر غور و فکر سے متعلق مفصل تقریر فرمائی کیونکہ آج یہاں چاند گرہن ہے۔ نماز عشاء کے بعد سامان وغیرہ بند کیا کیونکہ کل صبح مدینہ شریف سے روانگی ہے۔

آج بروز ہفتہ مدینہ شریف سے الوداع ہونا ہے عجیب و غریب کیفیت ہے نماز فجر سے قبل ہی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دعا کی کہ اگر زندہ رہا تو انشاء اللہ پھر حاضر خدمت ہوں گا۔

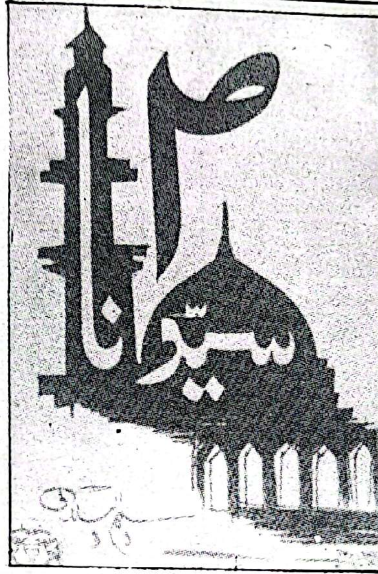
خدایا ایں کرم بار دگر کن

اور اگر مرگیا تو یا رسول اللہ ﷺ یہ گواہی آپ ﷺ کے پاس چھوڑے جا رہا ہوں۔ کہ بے شک آپ ﷺ اللہ کے آخری رسول ﷺ ہیں۔ اور آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا اور پھر رو کر عرض کیا۔ الوداع یا رسول اللہ' الفراق یا رسول اللہ ﷺ نماز فجر اصحاب صفہ کے چبوترہ پر ادا کی اور نماز کے بعد گنبد خضراء کو دیکھتا رہا۔ اور پیچھے کی طرف واپس ہوتا رہا۔ اور جنت البقیع کے پاس پہنچ کر آخری مرتبہ جب گنبد خضراء کی طرف نگاہ کرتے ہوئے پیچھے ہٹا تو پنجابی کا یہ ماہیا زبان پر جاری ہوگیا۔

ڈھولا نظر کرم دی پادیں سانوں فیروی
کول بلادیں تے اسی تیرے بردے

جیویں ڈھولا

تھوڑا سا اطمینان قلب ہوا۔ تو واپس ہوٹل کی طرف چلا سامان وغیرہ ایک گاڑی میں رکھ کر مسجد نبوی ﷺ کے میناروں اور گنبد خضراء کو الوداعی سلام کرتے ہوئے مدینہ شریف ایئرپورٹ پہنچ گئے سامان بک کروایا اور ڈیپارچر لاؤنج میں پہنچ گئے۔ اور تھوڑی ہی دیر میں جہاز مدینہ منورہ سے دمشق کے لئے روانہ ہوگیا۔ دمشق جسے انبیاء صحابہ کرامؓ اولیائے عظام اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سرزمین بھی کہتے ہیں انہی بزرگان کی زیارات کے لئے دمشق روانہ ہوئے۔ اور انشاء اللہ آئندہ کسی شمارہ میں ان زیارات کی مکمل تفصیل



آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر لازم ہوگئی

پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

قارئین کرام اس بندہ ناچیز کو دو مرتبہ خانہ کعبہ کے اندر حاضری کے شرف عظیم کے علاوہ یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ اس نے اپنے اسلاف کی سنت پر عمل کی کوشش کرتے ہوئے چند بلاد اسلامیہ کا بھی سفر اختیار کیا تاکہ وہاں پر موجود ان بزرگان دین کی خدمت میں حاضری دی جائے جنہوں نے اپنی ساری زندگیاں دین اسلام کے لئے وقف کردی تھیں۔

ترکی میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ اور توپ کاپی پیلس میں تبرکات نبویہ ﷺ کی زیارات کا شرف حاصل ہونے کے علاوہ قونیہ تک بذریعہ بس سفر کر کے مولانا جلال الدین رومیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مثنوی شریف بھی پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ اردن میں عظیم نبی حضرت شعیب علیہ السلام اور مقام اصحاب کہف کی زیارات کا بھی شرف حاصل ہوا۔ اسی طرح عراق میں حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے در اقدس پر حاضر ہونے کے علاوہ آپؒ کے عرس مبارک کی تقریبات میں بھی شریک ہوئے پھر کربلاء' کوفہ' نجف اشرف اور موصل میں بھی زیارات مقدسہ کا شرف حاصل ہوا۔ بحمد اللہ اب ان تمام مقامات مقدسہ کی تفصیل اور تصاویر کو کتابی صورت میں بنام "زیارات مقدسہ" جمع کر دیا ہے۔ تاکہ اگر ایک طرف نئے زائرین میری ان تازہ اور دقیق معلومات اور ان بزرگان دین کے ایمان افروز تذکرے سے حتی الامکان استفادہ کریں تو میری خواہش ہے کہ دوسری طرف جو حضرات ان مقامات پر نہیں پہنچ سکتے وہ بھی اس ایمان افروز تذکرے/سفرنامے سے ان مقامات کا تخیلاتی سفر کرنے کے ساتھ ساتھ رنگین تصاویر کے ساتھ ان مقامات مقدسہ کی زیارات کا شرف حاصل کریں۔ کیونکہ بحمد اللہ اس کتاب میں ان مقدس ساعتوں کا ذکر ہے جو ان بزرگان دین کی خدمت میں گزریں اور ان پر نور مقامات اور جلوؤں کا عکس ہے جو ان قدسی نفوس بزرگان دین کے مزارات سے پھوٹتے ہیں۔ کتاب میں ایک سو کے قریب نادر و نایاب تصاویر بھی شامل کی ہیں جو نہایت قابل دید ہیں پاکستان میں کتاب کی تعارفی قیمت 250 روپے ہے اور اس کے حصول کے لئے بندہ ناچیز سے اس ایڈریس پر رابطہ کیا جا سکتا ہے (افتخار احمد حافظ/ہاؤس نمبر 6-A-999 سٹریٹ نمبر 9 انشاں کالونی' راولپنڈی کینٹ) آخر میں رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس سعی کو اپنے دربار میں قبول و منظور فرمائے اور جملہ قارئین کرام کو ان مقامات پر حاضری کا شرف نصیب فرمائے (آمین) کیونکہ کل جہاں انسان کے نامہ اعمال میں کئی دوسری باتیں شامل ہوں گیں تو یقیناً وہاں پر سب سے زیادہ مفید بات یہ ہوگی کہ اس بندہ نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے فلاں فلاں دوست کے ہاں حاضری دی۔

تو اس ذات بابرکات سے یہ بعید نہیں کہ کل انشاء اللہ وہ بھی ہمیں اپنے ان دوستوں کے ساتھ کر کے ہماری بخشش و مغفرت کردے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری کوتاہیوں اور غلطیوں سے صرف نظر کرے اور دارین میں ہمارے لئے خیر و برکت کے دروازے کھول دے۔

آمین بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



امام بخاریؒ، عثمان ہارونیؒ، امیر خسروؒ

تحریر=افتخار احمد حافظ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی محفل میں ایک مرتبہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ کی بزرگی کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی حضرت امیر خسروؒ نے عرض کی کہ خواجہ صاحب کو قطب الدین بختیار کاکی کیوں کہتے ہیں جس پر حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ آپؒ چند احباب کے ہمراہ سلطان کے حوض پر تھے احباب نے عرض کی کہ حضرت ایسے وقت میں اگر گرم کاک (روٹی کی ایک قسم ہے) مل جائے تو کیا ہی اچھا ہو۔ آپؒ نے مسکرا کر فرمایا اچھا اگر گرم کاک مل جائے تو کیا کرو گے۔ عرض کی کہ کھائیں گے آپؒ اٹھ کر پانی کے قریب گئے اور پھر پانی میں ہاتھ ڈال کر گرما گرم کاک نکال کر احباب کو دے دی جس کے سبب آپ بختیار کاکیؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔

جس وقت یہ تذکرہ لکھنا شروع کیا اس وقت رمضان المبارک کی 29 ویں شب تھی۔ اور عظیم برکتوں اور عظمتوں والا مبارک مہینہ جو اس مختصر زندگی میں ایک بار پھر نصیب ہوا تھا الوداع ہونے والا ہے اور بالآخر اسے الوداع ہی ہونا تھا۔ کیونکہ خود قرآن پاک نے اس ماہ مبارک کو "گنتی کے دنوں" سے تعبیر کیا ہے۔ اور یہی حال ہماری زندگی کا بھی ہے۔ کہ ہم جتنا بھی جی لیں آخر ایک دن اسکی انتہاء ہونی ہے۔ بلکہ یہ انتہاء اس اصل اور ابدی زندگی کی ابتداء ہے۔ لہٰذا ہمیں زندگی کو غنیمت جان کر ہمہ وقت یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہر کام خلوص نیت سے اسکی رضا حاصل کرنے کے لئے کریں اور ایک لمحہ کے لئے بھی اسکی یاد سے غافل نہ رہیں۔ اور پھر اگر اسکی رضا حاصل ہو گئی تو یہ دنیا اسکی نگاہ میں سب سے کم ترین چیز ہو گئی۔ اسی نسبت سے ایک واقعہ مجھے یاد آ رہا ہے کہ سلطان ابراہیم بن ادھمؒ ایک روز دریائے دجلہ کے کنارے بیٹھے اپنی گودڑی سی رہے تھے۔ اتفاقاً ادھر سے بلخ کا ایک آدمی گزرا۔ جس نے آپؒ کو پہچان لیا اور کہا کہ سلطان بلخ کی سلطنت چھوڑ کر تم کو کیا ملا آپ نے فوراً وہ سوئی جو آپؒ کے ہاتھ میں تھی دریا میں پھینک دی اور کہا میری سوئی لا دو اسی وقت ہزاروں مچھلیاں منہ میں سنہری سوئیاں لئے ہوئے آئیں اور آپؒ کے قدموں میں سوئیاں ڈال دیں آپ نے اس شخص کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ سب سے کم ترین چیز ہے جو میں نے بلخ کی سلطنت کے عوض حاصل کی۔ خود قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات فرماتی ہے "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا" آپ دیکھ لیں کہ جن بزرگان دین نے حق بندگی ادا کیا صدیاں گزرنے کے بعد بھی آج ان کا نام زندہ ہے۔ ایک انگریز نے کہا تھا کہ ہندوستان پر ایک قبر حکومت کر رہی ہے۔ کہ جہاں پر بڑے بڑے بادشاہ وقت حاضر ہونے کو اپنی خوش قسمتی تصور کرتے تھے۔ شہنشاہ جلال الدین اکبر، اکبر آباد سے پیدل چل کر اجمیر شریف حاضر ہوتا۔ مسلمان تو مسلمان غیر مسلم والیان ریاست اور مہاراجوں تک حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی خدمت میں حصول برکت کی خاطر حاضر ہوتے۔ یہ ہیں وہ قدسی نفوس ہستیاں کہ جنہوں نے صحیح معنوں میں حق بندگی ادا کیا اور آج صدیاں گزارنے کے باوجود اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات اپنا وعدہ پورا کرنے کے ساتھ ان کے ناموں کو بھی زندہ رکھے ہوئے ہے۔

قارئین کرام انشاء اللہ جس وقت یہ شمارہ آپ کے پاس پہنچے گا۔ تو اس وقت شوال کا مبارک مہینہ رواں دواں ہو گا۔ اس مبارک مہینے کے متعلق نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ شوال المکرم بڑی عظمت اور بزرگی والا مہینہ ہے۔ اس ماہ کی عبادت کا بھی بہت ثواب اور درجہ ہے۔ اور ایک حدیث مبارکہ کے مطابق "وردعن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انہ قال:"

"من صام رمضان ثم اتبعه بست من شوال کان کصیام الدھر"

جس نے رمضان کے پورے روزے رکھے اور پھر شوال میں 6 روزے رکھے گویا اس نے ایک طویل مدت تک روزے رکھے۔

شوال کے یہ 6 روزے سنت نبوی ﷺ ہے۔ ہمیں یہ 6 روزے رکھ کر نبی ﷺ کی اس حدیث مبارکہ میں شامل ہونے کی ایک ادنیٰ سی کوشش ضرور کرنی چاہئے اسی مناسبت سے معزز قارئین سے میری درخواست ہے کہ جن لوگوں نے ابھی تک شوال کے یہ روزے نہیں رکھے وہ اس سنت نبوی ﷺ پر عمل کی ضرور کوشش کریں بلکہ ان روزوں کا تو طریقہ کار بھی آسان ہے آپ اگر مسلسل رکھ سکتے ہیں تو ٹھیک ورنہ وقفہ وقفہ سے بھی یہ روزے رکھے جا سکتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ شوال ختم ہونے سے پہلے پہلے یہ روزے رکھ لئے جائیں اور اپنی دعاؤں میں اس بندہ عاجز کو بھی ضرور یاد رکھیں۔ موضوع تو میرا کچھ اور تھا لیکن بات کہاں سے کہاں جا پہنچی بہرحال بزرگان دین کی تعلیمات کا بھی یہی نچوڑ ہے کہ خلق خدا کو ایک اچھے اور احسن انداز میں تبلیغ و ترغیب کرتے رہو لہٰذا آئندہ سے میں انشاء اللہ کوشش کروں گا۔ کہ اس تذکرہ بزرگان دین والے

حصے میں بزرگانِ دین کے تذکرہ کے علاوہ اس ہجری ماہ کے متعلق بھی کچھ نہ کچھ ضرور روشنی ڈالی جائے۔

اب ہم ترتیب سے ان چیدہ چیدہ بزرگانِ دین کا تذکرہ کرتے ہیں جو اس ماہ مبارک میں اس فانی دنیا سے ابدی دنیا کی طرف تشریف لے گئے۔ اسی ماہ کی آٹھ تاریخ کو میری والدہ محترمہ کا بھی انتقال ہوا تھا قارئین سے درخواست ہے کہ وہ بھی میری والدہ مرحومہ کے لئے دعائے بخشش و مغفرت فرمائیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس تذکرہ بزرگانِ دین کے طفیل ہم سب کا خاتمہ ایمان سے فرمائے اور ہم سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے گو جتنے بھی گنہگار اور برے ہیں لیکن ہیں تو تیرے محبوب ﷺ کی امت میں

گناہ گارم ولیکن خوش نصیبم

یکم شوال / حضرت امام بخاریؒ

آپؒ کا اسم گرامی امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل لیکن آپؒ امام بخاریؒ کے نام سے دنیا میں بام عروج تک پہنچے اور امام المحدثین، امیر المومنین فی الحدیث اور امام المسلمین جیسے القابات سے جانے جاتے ہیں۔ آپؒ خراسان کے ایک مشہور شہر بخارا میں 194 ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور یتیم ہونے کی وجہ سے آپکی پرورش، اور تعلیم و تربیت آپکی والدہ محترمہ نے سرانجام دی۔ ابھی آپکی عمر سات برس کی بھی نہیں تھی کہ آپؒ نے قرآن پاک حفظ کرلیا۔ اس کے بعد حفظ حدیث کا شوق دامن گیر ہوا۔ اور پھر یہ شوق مسلسل بڑھتا ہی گیا۔ حضرت جعفر بن محمد القطانؒ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام بخاری کو کہتے ہوئے سنا (کہ میں نے ایک ہزار سے زائد شیوخ سے احادیث لکھی ہیں میرے پاس کوئی حدیث ایسی نہیں جس کی سند مجھے یاد نہ ہو)۔

حضرت امام بخاریؒ نماز میں اس قدر خشوع و خضوع سے مصروف ہوتے کہ موذی جانور کے کاٹنے کا بھی پتہ نہ چلتا رمضان المبارک میں لوگوں کے ساتھ ایک قرآن پاک ختم کرتے اور خود آدھی رات سے لے کر سحر تک تین راتوں میں قرآن پاک ختم کرتے اور صبح سے لے کر افطاری تک ایک قرآن پاک ختم کرتے اور کہا کرتے تھے کہ ہر ختم قرآن پر دعا قبول ہوتی ہے۔

آپؒ نے علم حدیث میں جو کمال پیدا کیا تھا اس کی بناء پر آپکوؒ امیر المومنین فی الحدیث کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ علوم حدیث سے متعلق تقریباً 24 تصانیف آپکی ہیں۔ اور حضرت امام بخاریؒ کو تمام محدثین میں ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

جب حاکم بخارا نے ایک سوچی سمجھی تدبیر کے تحت آپکے خلاف جھوٹی مہم چلائی تو آپؒ نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ یہ زمین اپنی وسعتوں کے باوجود مجھ پر تنگ ہوگئی ہے تو رحم فرما۔ آپکیؒ دعا قبول ہوئی اور ایک روایت کے مطابق یکم شوال 256 ھجری کو احادیث رسول ﷺ کا یہ خادم خاک میں تہہ زمین چلا گیا۔

5 شوال / شیخ محمد اسمٰعیلؒ المشہور میاں وڈا (لاہور)

شیخ حافظ محمد اسماعیل المعروف میاں وڈا ایک ولی کامل اور صاحب تاثیر بزرگ ہو گزرے ہیں۔ آپ علم وفقہ میں بڑی دسترس رکھتے تھے۔ آپؒ کا مزار مبارک لاہور میں شالا مار باغ سے جنوب کی طرف شالامار لنک روڈ پر واقع ہے۔ اور درس میاں وڈا کے نام سے مشہور ہے۔ ایک اونچے سے چبوترے میں چار کچی قبریں ہیں ان میں سے ایک قبر آپؒ کی ہے۔ اور باقی تین قبریں آپؒ کے خدام کی ہیں۔ آپ کے مزار مبارک کے ساتھ ایک قدیم دور کی مسجد بھی ہے جس کے بارے میں ایک روایت اس طرح ہے کہ اس مسجد میں اس وقت ایک جوگی فقیر رہتا تھا۔ حضرت میاں وڈاؒ نے اس جوگی سے کہا کہ یہ عبادت خانہ اہل اسلام ہے تو یہاں سے چلا جا تو اس نے انکار کردیا۔ جس پر آپؒ نے اس سے کہا کہ تجھ کو یہاں سے ضرور جانا ہوگا۔ جس پر جوگی نے کہا کہ اگر میں یہاں سے جاؤں گا تو یہ مسجد بھی میرے ساتھ جائے گی۔ آپؒ نے فرمایا کہ اچھا اگر یہ تیرے ساتھ جاتی ہے تو اسے لے جا۔ اس جوگی نے اپنا بستر کاندھے پر رکھ کر مسجد کو کہا کہ اے مسجد میرے ساتھ چل صرف یہ کلمہ کہنے سے ہی وہ مسجد اپنی جگہ سے چل پڑی حضرت میاں وڈاؒ نے غصہ میں آکر دیوار مسجد کو ایک عصا مار کر فرمایا کہ اے مسجد تجھ میں تا قیامت درس و تدریس اور عبادت ہوتی رہے گی۔ تو اس کے ساتھ نہ جا تو وہ مسجد ٹھہر گئی۔ الغرض وہ جوگی چلا گیا۔ اور آپؒ نے وہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کردیا۔

حضرت میاں وڈا سرکارؒ کے اس فرمان کا اثر اب تک موجود ہے کہ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود درس و تدریس کا سلسلہ بدستور جاری و ساری ہے۔ ہم آپؒ کی زیارت کیلئے جب یہاں پہنچے تو رات کافی گزر چکی تھی لیکن دیکھا کہ اس وقت بھی آپؒ کے مزار مبارک کے قریب تلاوت قرآن پاک ہو رہی تھی آپ کا تاریخ وصال 1085 ہجری ہے۔

16 شوال / حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ

حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ، حضرت حاجی شریف زندنیؒ کے کامل ترین خلفاء میں سے تھے آپ کا وطن خراسان میں فرغانہ کے نواح میں قصبہ ہارون تھا۔ آپؒ اپنے زمانے کے یکتا اور قطب ہو گزرے ہیں۔ آپؒ کو بے شمار اکابر مشائخ کی صحبتیں حاصل رہیں۔

کتاب سیرالاولیاء میں درج ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے ساتھ سفر میں تھا۔ راستہ میں دریا آگیا آپؒ نے مجھے حکم دیا کہ اپنی آنکھوں کو بند کروں۔ چنانچہ میں نے اپنی آنکھیں بند کرلیں تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ آنکھیں کھول لو جب میں نے آنکھیں کھولیں تو میں نے دیکھا کہ میں آپؒ کے ساتھ دریا کے دوسرے کنارے پر کھڑا ہوں۔ میں نے حضرت خواجہ سے دریافت کیا کہ یہ سب کیسے ہوا آپؒ نے فرمایا کہ میں نے پانچ مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھی تو اسکی برکت سے یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا۔

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ حضرت 40 سال سے میرا لڑکا گم ہے اور اب تو مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مر چکا ہے۔ آپؒ میری مدد فرمائیں آپؒ نے مراقبہ کیا کچھ دیر بعد سر اٹھا کر حاضرین سے فرمایا کہ اس نیت کے ساتھ سورۃ فاتحہ پڑھو کہ اس شخص کا لڑکا واپس آجائے۔ اور اس شخص سے فرمایا کہ تم گھر جاؤ اور امید ہے کہ لڑکا گھر پہنچ چکا ہو گا۔ وہ گھر گیا تو واقعی لڑکا گھر پہنچ چکا تھا۔ اسے دیکھ کر اسکی خوشی کی انتہاء نہ رہی فوراً لڑکے کو لے کر حضرتؒ کی خدمت میں لے آیا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے لڑکے سے گمشدگی کی تفصیلات دریافت کیں اس نے کہا مجھے جن اٹھا کر ایک جزیرے میں لے گئے تھے وہاں انہوں نے میرے گلے میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں تھیں میں قید رہا۔ آج میں نے حضرت خواجہ کی صورت جیسا ایک شخص وہاں دیکھا۔ اس نے مجھ پر نگاہ ڈالی تو میری زنجیریں خود بخود کٹ گئیں اور پھر اس شخص نے مجھے بازو سے پکڑ کر میرے گھر پہنچا دیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں میرے پیر و مرشد اور شیخ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کا ایک خادم رہتا تھا۔ وہ جب فوت ہو گیا تو میں اس کے جنازے کے ساتھ گیا لوگ اسے دفن کرنے کے بعد واپس آگئے لیکن میں وہاں ٹھہر گیا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ عذاب کے فرشتے آگئے اور انہوں نے اس شخص کو عذاب دینا شروع کر دیا۔ اسی حالت میں حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کو کہہ رہے ہیں کہ اس شخص کو عذاب نہ دو کیونکہ یہ میرے مریدوں میں سے تھا۔ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام ملا کہ خواجہ صاحب کو کہو کہ یہ شخص در حقیقت آپؒ کا مخالف تھا۔ اس لئے اسے سزا دی جا رہی ہے۔ آپؒ نے عرض کیا خواہ کچھ بھی ہو یہ منسوب تو میری طرف ہی تھا اور وہ شخص جو میرے دامن سے وابستہ ہو گیا اسکو اگر عذاب ہو تو مجھے شرم آتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص سے عذاب دور کر دیا۔ اور اسکو معاف فرما دیا۔ سبحان اللہ۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں گی سمجھو خدا اسکو دوست رکھتا ہے۔

1۔ سخاوت دریا کی مانند۔

2۔ شفقت آفتاب کی مانند 3۔ تواضع و انکساری زمین کی مانند حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ ایک طویل سفر کے بعد مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور بیت اللہ شریف میں اعتکاف کیا۔ اور وہیں 5، 6 یا 16 شوال 607 ہجری کو جنت الفردوس کی طرف رحلت کر گئے۔ اور مکہ مکرمہ میں ہی آپؒ کی تدفین ہوئی۔

18 شوال / حضرت امیر خسروؒ

ایک مرتبہ سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدینؒ اولیاء نے حضرت امیر خسروؒ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دعا کی تھی

الٰہی بسوز سینہ ایں ترک مرا بہ بخش

اور حضرت محبوب الٰہی فرماتے تھے کہ قیامت میں ہر شخص سے پوچھا جائے گا کہ کیا لایا، اور جب مجھ سے پوچھا جائے گا تو میں کہوں گا کہ اس اللہ کے ترک کے سینہ کی تپش اور سوز۔ حضرت امیر خسروؒ کے سوز سینہ کا یہ حال تھا کہ آپ کے کرتے کا سینے کا حصہ ہمیشہ جلا رہتا تھا۔

ایک موقع پر حضرت محبوب الٰہیؒ نے خسروؒ سے فرمایا، مانگ کیا مانگتا ہے عرض کیا، کہ میں اپنے کلام میں شیریں چاہتا ہوں۔ حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا کہ میری چارپائی کے نیچے شکر سے بھرا ہوا ایک تھال رکھا ہے وہ اٹھا کر لاؤ امیر خسروؒ نے وہ تھال پیش کیا آپؒ نے اس میں سے تھوڑی سی شکر امیر خسروؒ کو کھلائی اور دعا دی۔

اور اس دعا کی تاثیر کہ وہ دن اور آج کا دن دنیا آپؒ کو خسرو شیریں بیاں، کے لقب سے یاد کرتی ہے۔

مشہور ہے کہ حضرت امیر خسروؒ جس وقت پیدا ہوئے تو آپؒ کے والد آپکو ایک کپڑے میں لپیٹ کر ایک صاحب حال بزرگ کی خدمت میں لے گئے۔ بزرگ نے دور سے ہی دیکھ کر فرمایا۔

یہ لڑکا عارف باللہ اور یگانہ روزگار ہو گا اور قیامت تک اس کا نام یادگار رہے گا۔

حضرت امیر خسروؒ کی طبیعت شروع ہی سے صوفیاء کی طرف مائل تھی ایک روز آپؒ کے والد آپکو لے کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ خانقاہ میں داخل ہوتے ہی آپؒ نے حضرت محبوب الٰہی کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا۔ اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ اور پھر مرشد کے دربار میں وہ مقام پیدا کر لیا کہ دوسرے مریدوں کو حضرت خواجہ صاحب کی توجہ دلانے کے لئے امیر خسروؒ کو وسیلہ بنانا پڑتا۔

حضرت محبوب الٰہی فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اپنے وجود سے رنجیدہ ہوتا ہوں۔ مگر اے میرے ترک میں تجھ سے کبھی رنجیدہ نہیں ہوتا۔ ایک مرتبہ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ اگر قبر میں دو لاشوں کو دفن کرنا جائز ہوتا تو میں اپنی قبر میں خسروؒ کو دفن کرنے کی وصیت کرتا۔ اور کہتے ہیں کہ پھر خسرو نے بھی اپنے پیر و مرشد کے ساتھ جو خلوص اور اعتقاد رکھا کم ہی دیکھنے میں آیا۔ اور حقیقی معنوں میں حضرت امیر خسروؒ فنا فی الشیخ تھے۔

مرشد کے وصال کے وقت آپؒ دہلی میں موجود نہیں تھے۔ اور جب واپس دہلی پہنچے اور حضرت محبوب الٰہیؒ کے وصال کی خبر سنی تو بے تاب ہو گئے اور دیوانہ وار خانقاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت محبوب الٰہی کی قبر مبارک کو دیکھ کر فرمایا سبحان اللہ کہ آفتاب تو زیر زمین چلا گیا اور خسروؒ ابھی تک زندہ پھر رہا ہے۔ حضرت امیر خسروؒ اپنے مرشد کی مفارقت کو برداشت نہ کر سکے اور پھر دنیا سے کنارہ کش ہو کر حضرت محبوب الٰہیؒ کے مزار مبارک پر بیٹھ گئے اور ایسے بیٹھے کہ پھر جیتے جی وہاں سے نہ اٹھے۔ اور بالآخر 18 شوال 725 ھجری کو وہ دن آپہنچا کہ جسکا آپکو شدت سے انتظار تھا۔ کہ جب فراق محبوب، وصل محبوب سے بدل گیا۔ وصال کے بعد حضرت محبوب الٰہیؒ کے مزار مبارک کے پائنتی دفن ہوئے۔